وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر ولو شاء لہدٰکم اجمعین

چونکہ برخلاف اس آیت کے مدلول مطابقی و تضمنی و التزامی کے کہ راہ حق کا اوسط اور اقرب اور اسہل ہونا ہے اسوقت منجملہ شعب اس راہ کی تصوف میں اسباب مختلفہ سے افراط و تفریط اور تطویل و تخلیط اور تضییق و تشبیط ہو گئی ہے ان امور کی اصلاح کیلئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب حنفی چشتی کا یہ مفید رسالہ مسمّٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصد السبیل

جزو

پنج حاسّہ باطنی

حقوق معاشرت مع دیگر چہار

جسمیں تصوف کے اوسط ہونیکو ایسا دکھایا ہے کہ غلو و فساد عقیدہ کا نشان نہیں رہا اور اقرب ہونیکو ایسا ظاہر کیا ہے جس سے طالبین کی مایوسی کا احتمال مرتفع ہو گیا اور سہل ہونیکو ایسا نمایاں کیا ہے جس سے کم ہمت اور کم فرصت لوگونکی بھی ہمت بلند ہوتی ہے

حسب فرمائش محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

تمہید مجموعہ مضامین خمسہ تصوّف ملقب بہ پنج حاسہ باطنہ

بعد حمد و صلوٰۃ اس مجموعہ میں اصل مقصود رسالہ قصد السبیل ہے اُس کی تا زہ اشاعت کے وقت یہ خیال ہوا کہ اسکی ساتھ بعضے اور بھی ضروری اور مفید اور مختصر مضامین ملحق کردیئے جاویں تو طالبین کو فائدہ تامہ ہو ان کا مفید اور مختصر ہونا تو ظاہر ہے اور ضروری اس لئے ہیں کہ مشغول بالطریق کو جسکے لیے قصد السبیل دستور العمل ہے بعض اوقات مقصود و غیر مقصود کے خلط سے تشویش ہوجاتی ہے جو مانع عمل ہوسکتی ہے اسکے لئے دو رسالے جو روح ہیں فن کے یعنی الیم فی السم والطم فی السم نافع ہیں اور بعض اوقات ناواقفی سے شیخ کے معالجات پر شبہ تشدد کا ہوجاتا ہے جو اعظم اسباب ہے حرمان کا اس لئے حضرت شیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ کے ایک رسالہ سے جو مستقلاً بھی مع ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔ بعض ضروری فرائض منصبی شیخ کے منتخب کرکے ملحق کردیئے گئے تاکہ طالب شیخ کو ان معاملات کا مستحق سمجھکر شبہات سے محفوظ رہے اور بعض اوقات قلت مبالات سے عامہ مسلمین یا عامہ خلائق کے ضروری حقوق معاشرت میں کوتاہی کرنے سے بعض ایسے معاصی کا ارتکاب ہوجاتا ہے جن کا احساس بھی نہیں ہوتا اور معاصی کو مقصود سلوک میں مخل ہونے میں خاص دخل ہے اس لئے رسالہ آداب المعاشرت سے کثیر الوقوع عادات کے متعلق بعض آداب درج کردیئے گئے اب یہ مجموعہ طریق باطن کی بصیرت اور ادراک تام کے لئے ایک ممتاز درجہ کا آلہ ہوگیا ہے اور اس کی اس خاصیت اور عدد اجزاء پر نظر کرکے اُس کا لقب پنج حاسہ باطنہ مناسب معلوم ہوا اللہ تعالےٰ اس کو نافع فرماوے۔ فقط ۵ رجب ۱۳۵۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو المولی الجلیل ٭ و علیہ منتھی قصد السبیل ٭ و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا محمد نبیہ الذی لیس لہ فی الکمال عدیل ٭ و ھو لتلک السبیل خیر دلیل و علی الہ و اصحابہ الباذلین انفسھم و اموالھم فی اللہ من کل کثیر و قلیل ٭ المبلغین للاٰیات و الروایات بعز عزیز و ذل ذلیل

امّا بعد یہ چند ہدایات جنمیں مختصر مختصر مگر بہت ضروری کچھ مضامین سلوک کے مذکور ہیں جنکے قلمبند کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کی طبیعت میں اس کا مذاق ہوتا ہے لیکن بعضے تو ناواقفی طریق سے اغلاط و ضلالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعضے گو اغلاط سے محفوظ رہیں مگر عدم[1] معرفت مقصود سے ان اشعار کا مصداق بن جاتے ہیں ؎

یک سبد[2] پر نان ترا بر فرق سر	تو ہمی جوئی لب نان در بدر
تا بزانوئے میاں جوئے آب	وز عطش وز جوع گشتستی خراب

اس لئے طریق و مقصود دونوں کی توضیح و تعین با سہل[3] و اخصر وجوہ ضروری سمجھی گئی اس کے قبل ایک وقت میں بعض صاحبوں نے اس کی فرمائش بھی کی تھی مگر اُس وقت یہ ہئیت ذہن میں نہ آئی تھی اس لیئے عذر کر دیا گیا تھا اب اس کا وقت آگیا۔ یا خذان مضامین کا یہ چیزیں ہیں گو ہر مضمون میں تصریح[4] دلیل و توجیہ استدلال بوجہ تطویل کے ترک کر دی گئی۔ کتاب اللہ جل و علا شانہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقات آئمہ فن۔ ملفوظات اپنے شیوخ رحمہ اللہ تعالے کے علوم موہوبہ حق تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ اس کو اسکے نام کیطرح اہل سلوک کیلئے مقصود[5] حقیقی تک پہونچنے کا مختصر اور موصل طریق بنا دیں اور مجھ آوارہ کو بھی

ط۱ قولہ عدم معرفت مقصود یعنی مقصود نہ پہچاننے سے ۱۲ ط۲ یعنی ان شعروں کے یہ ہیں کہ ایک ٹوکرا روٹیوں کا تیرے سر پہ ہے اور تو در بدر ایک ایک ٹکڑا روٹی کا مانگتا پھرتا ہے اور گھٹنے تک پانی کی ندی میں کھڑا ہے مگر بھوک پیاس سے تباہ حال ہے

ط۳ بہت سہل ۱۲ ط۴ صاف طور سے بیان کرنا ۱۲ ط۵ تصوف کے اماموں کی جچی تلی باتیں ۱۲

اچھے ٹھکانے لگادیں وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

ہدایت اوّل سلوک جسکو عرف میں تصوف کہتے ہیں اُسکی حقیقت یہ ہے تعمیر الظاہر والباطن یعنی ظاہر وباطن کو آراستہ ومعمور کرنا ظاہر کو اعمالِ جوارح ضروریہ سے اور باطن کو عقائد حقہ واخلاقِ باطنہ مثل اخلاص وشکر وصبر وزہد وتواضع وغیرہا سے اس کا ایک مرتبہ تو یہ ہے اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ مرتبہ اولیٰ کے ساتھ ظاہر کو طاعات غیر ضروریہ میں اور باطن کو دوام ذکر میں بھی مشغول کرنا مرتبہ اولیٰ کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کے لیئے دو چیزوں کی حاجت ہوگی اس لیے اُن کا اہتمام بھی ضرور ہوگا۔ ایک بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ پڑھکر خواہ علماء سے پوچھ پوچھکر اور پڑھنا بھی خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں خواہ اُردو میں۔ احقر نے ایک رسالہ بہشتی زیور شائع کرایا ہے وہ اور رسالہ صفائی معاملات اور تیسرا باب مفتاح الجنۃ کا یہ ضروریات روزمرہ کیلئے کافی ہیں۔ دوسرے علم پر عمل کرنیکی ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامت خلق سنگ راہ نہو یہ تو مرتبہ اولیٰ کا بیان ہوا اور دوسرا مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آجکل اسی کو تصوف اور درویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری طاعت مرتبۂ اولیٰ کی فوت یا مختل پذیر ہو جاوے تو پھر اسمیں مشغول ہونا ممنوع وغیر مشروع ہو جاویگا جیسا بعضے نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا ننگا چھوڑکر درویشی کا دم بھرتے ہیں

ہدایت دوم۔ صحیح ترتیب سلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے کہ اول گناہوں سے توبہ خالصہ کرے اور کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اُس کی فوت ہوئی ہوں تو اُن کو قضا کرنا شروع کردے اور اگر اسکے ذمہ کچھ حقوق العباد ہوں تو اُنکے ادا کرنے کے بندوبست میں لگ جاوے یا اہل حقوق سے معاف کرائے کیونکہ بدون اس کے کہ اُن سے سبکدوشی حاصل کرنیکی کوشش

---

۱ اور اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں ۱۲ ۲ وہ عمل جو ہاتھ پیر وغیرہ سے کیے جاتے ہیں اور ان کا کرنا ضروری ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ اور ہاتھ پیر آنکھ کان وغیرہ سے جو گناہ ہوتے ہیں اُنکا چھوڑنا بھی اس میں داخل ہے ۱۲

۳ اسمیں باطنی گناہ مثلاً تکبر حسد ریا وغیرہ کا ترک بھی شامل ہے ۱۲

کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت و مجاہدہ کرے گا ہر گز مقصودِ حقیقی تک رسائی نصیب نہ ہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کیلئے بھی قوی عزم (ارادہ ۱۲) رکھے کہ اللہ و رسول کی اطاعت (فرمانبرداری ۱۲) میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہو اور گو کوئی نفسانی (نفس والا ۱۲) دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنا ہی ملامت کرے سب برداشت کرینگے اور اللہ و رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دینگے اگر اتنی ہمت نہیں تو وہ طالب حق نہیں ہے کیونکہ طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے ؎

اے[1] دل آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی	بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در رہِ منزل لیلےٰ کہ خطرہاست بجان	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی

جب توبہ و عزم (ارادہ) دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا ہدایت اول میں اُس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جسکی پہچان آگے آتی ہے۔

ہدایت سوم۔ شیخ کامل وہ ہے جسمیں یہ علامات ہوں (۱) بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو (۲) عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کیونکہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے (۴) کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو (۵) اُس زمانہ کے منصف علماء و مشائخ (درویش) اُس کو اچھا سمجھتے ہوں (۶) بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم (سمجھدار ۱۲) دیندار لوگ اُس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (۷) اس سے جو لوگ بیعت ہیں اُن میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو۔ (۸) وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور اُن کی کوئی بُری بات سُنے یا دیکھے تو اُن کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دے (۹) اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دُنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۰) خود بھی وہ ذاکر و شاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں

---

[1] ترجمہ اے دل یہ بہتر ہے کہ شراب محبت پی کر بیخود ہو جائے اور بے روپے پیسے کے قارون کے برابر امیر ہو کر رہے اور محبوب کے راستہ میں جسمیں جان کے بڑے بڑے خطرے ہیں اُسمیں قدم رکھنے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ تو دیوانہ ہو جائے۔

برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم شیخت یا ولایت میں سے نہیں اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے جو مشق سے بڑھ جاتا ہے غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کرسکتا ہے اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیونکہ اس کے اثر کو بقا نہیں ہوتا صرف مرید غبی کیلئے جو ذکر سے اصلاً (بالکل اثر قبول نہ کرتا ہو) متاثر نہ ہوتا ہو چند روز تک شیخ کے اس عمل کرنے سے اس میں ایک گونہ (طرح) تاثر و انفعال (تاثر) قبول آثار ذکر کا پیدا ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے۔

ہدایت چہارم جب شیخ کامل میسر ہو جاوے اور اس سے بیعت کا ارادہ کرے تو اول یہ سمجھ لے کہ بیعت سے غرض کیا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کی مختلف غرضیں ہوتی ہیں بعضے تو صاحب کشف و کرامت بننا چاہتے ہیں سو ہدایت سوم میں ابھی گذر چکا ہے کہ کشف و کرامت شیخ میں ہونا ضرور نہیں تو بیچارہ مرید تو اس کی کیا ہوس کرے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلے میں داخل ہونے سے پیر بخشش کے ذمہ دار ہو جاوینگے قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دینگے خواہ کیسے ہی عمل کرتے ہوں یہ بھی محض غلط ہے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا ہے انقذی نفسک من النار[51] بعضے یہ جانتے ہیں کہ پیر صاحب ایک نظر میں کامل کر دینگے ہم کو نہ محنت پڑیگی نہ معاصی کے ترک کا قصد کرنا پڑے گا اگر اس طریق سے کام بنجاتا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل النظر ہوگا کہیں بطور خرق عادت[52] ایسا بھی ہوگیا ہے لیکن خوارق (کرامتوں) میں دوام (ہمیشہ ۱۲) اور لزوم (ضروری ۱۲) نہیں ہوتا اور پھر بھروسہ پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے بعضے یہ چاہتے ہیں کہ خوب جوش و خروش و شورش و مستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں خواہش

---

۵۱ اے فاطمہ اپنے کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ ۵۲ خلاف عادت یعنی بطور کرامت ۱۲ منہ

ہی مٹ جاوے نیک کاموں میں ارادہ ہی نہ کرنا پڑے آپ سے آپ ہو جایا کریں وساوس خطرات سب فنا ہو جاویں بس ایک عالم محویت کا رہا کرے یہ خیال پہلے سے سب خیالوں سے پاکیزہ سمجھا جاتا ہے لیکن منشاء اس کا بھی ناواقفی ہے یہ امور منجملہ کیفیات واحوال کے ہیں جو اختیار سے خارج ہیں اور گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواہشوں میں نفس کا ایک خفی کید ہوتا ہے وہ یہ کہ نفس طالب ہے راحت اور لذت اور شہرت کا ان کیفیات میں یہ سب امور حاصل ہیں طالب رضا کو جس کا کہ مقصود ہونا عنقریب آتا ہے ان خواہشوں سے کیا علاقہ وہ تو بزبان حال یہ کہتا ہے ف

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب		کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے
روزہا گر رفت گو رو باک نیست	دیگر	تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست
لبس زبون وسوسہ باشی دلا	دیگر	گر طرب را باز دانی از بلا

پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کیفیات یا حاصل ہونگی یا نہ ہونگی اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ شخص اسکو غایت اور ثمرہ سمجھتا تھا اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگتا ہے اور انہی کیفیات پر قناعت کر کے تقوی وطاعات سے بے فکر اور مستغنی ہو جاتا ہے یا کم از کم طاعات کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہوگا ہمیشہ مبتلائے غم و پریشانی رہے گا۔ بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں ضرورت کیوقت ان سے تعویذ گنڈے لیلیا کرینگے یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کرایا کرینگے اور سب کام اپنی مرضی کے موافق ہو جایا کرینگے گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم خود ان سے ایسی چیز سیکھ لینگے کہ ہم بھی بابرکت ہو جاوینگے کہ ہمارے دم کر دینے یا ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہو جاوینگے۔ بلکہ ایسے لوگ تمام تر بزرگی کا خلاصہ انہی عملیات کو اور انکے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ

ف۱ یعنی جس کو تم فراق اور وصال سمجھتے ہو یہ دونوں برابر ہیں اصل چیز اس کی رضامندی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا تمنا کرنا افسوس کے قابل بات ہے۔ کیفیتیں اور حالات اگر جاتے رہے تو کوئی افسوس کی بات نہیں اللہ تعالےٰ کا تعلق رہنا چاہئے جس کے برابر کوئی چیز پاک نہیں یعنی تو ابھی خیال فاسد ہی میں مبتلا ہے اگر تو نعمت اور بلا میں فرق سمجھے ۱۲

اس کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے اس لئے بالکل فاسد در فاسد ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ انوار نظر آیا کرینگے یا کچھ آوازیں سنائی دینگی یہ بھی محض ہوس اور نافہمی ہے کیونکہ اول تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضرور نہیں اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار و الوان و اصوات بعض اوقات اسی کے دماغ کا تصرف ہوتا ہے عالم غیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہو گئیں تو اس کو کیا فائدہ کسی عالم کے منکشف ہونے سے قرب نہیں بڑھ جاتا قرب کیلئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شیاطین کو ملائکہ نظر آجاتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔ پھر مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اس عالم کے بہت سے حقائق کا انکشاف ہو جاوے گا تو جو امر کفار میں بھی مشترک ہو اس میں کیا کمال ہوا جو امور مذکورہ میں سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضائے حق کو سمجھے جس کا طریق احکام شرعیہ کا بجالانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم و تلقین کرتا ہے اور مرید اس پر کاربند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم ہو اور نہ کوئی کمال اسکے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہے ظاہر ہوگا اور رضا سے دخول جنت ولقاء حق اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اسی کے تلقین کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اس کے اتباع کا عہد یہی حقیقت ہے پیری مریدی کی اور گو یہ تعلیم و عمل بدون بیعت متعارفہ بھی ممکن ہے لیکن خاص طور پر بیعت کرنے میں طبعًا یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہو جاتا ہے اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعین اور وعدہ میں بھی کہ اس سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ پکڑا دینا جبکہ وہ پاس ہو یہ محض ایک عادت صالحہ مستحسنہ ہے اسی معاہدہ کے تاکد کیلئے اور معاہدہ کا جزو نہیں اسی وجہ سے غائب[۱] کے لئے اس کی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنت میں بھی وارد ہے چنانچہ مردوں کیلئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذ ید کے قائم مقام ہے۔

۱؎ یعنی غائب کی بیعت بغیر ہاتھ میں ہاتھ لئے بھی ہو جاتی ہے ۱۲

ہدایت پنجم جب سلوک کا طریق کہ بجا آوری احکام ہے اور اس کا ثمرہ کہ حصول رضائے حق ہے معلوم ہو گیا تو اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ طریق مخالف شریعت کے نہیں پس بعض جہال کا یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بایں معنی ایک دوسرے کے مخالف ہے باطل محض و ضلالت خالصہ ہے اور اگر کسی مستند عبارت سے اس کا ابہام و شبہ ہوتا ہو تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ تغایر یعنی اور ہونیکے دو معنی ہیں ایک تعدد دوسرے تخالف و تنافی مثلاً اسلام اور کفر میں تغایر بمعنی تنافی ہے یعنی ایک چیز کو قانون اسلام حرام بتلاتا ہو تو قانون کفر اُس کو حلال کہتا ہے اور بالعکس بھی بخلاف احکام متعددہ اسلامیہ کے کہ باہم گو اس معنی کے اعتبار سے متغایر نہیں لیکن متعدد ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ کے مسائل اور ہیں اور کتاب الزکوٰۃ کے اور ہیں لیکن یہ نہیں کہ ایک امر کو کتاب الصلوٰۃ میں ناجائز لکھا ہو اور کتاب الزکوٰۃ میں جائز لکھا ہو یا بالعکس پس شریعت اور طریقت میں تغایر بمعنی تنافی کا دعویٰ و اعتقاد تو الحاد و بد دینی ہے جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں کہ فلاں بات گو شریعت میں ناجائز ہے مگر فقیری میں جائز ہے نعوذ باللہ منہ البتہ تعدد کا قائل ہونا اسوقت صحیح ہو سکتا ہے جب شریعت کو افعال[1] جوارح کے ساتھ خاص کر لیا جاوے اور طریقت کو اعمال[2] قلبیہ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے تو یہ ایک اصطلاح ہو گی اور اصطلاح میں کچھ مشاقہ نہیں اسوقت کنز و ہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو مسائل شریعت اور احیاء و عوارف وغیرہ کتب اخلاق و سلوک کو مسائل طریقت کہنا صحیح ہوگا اور ان میں باہم وہی نسبت ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ میں ہے سو اس طور سے تعدد کا کسی کو انکار نہیں اور اگر شریعت کو سب احکام کیلئے جامع کہا جاوے جیسا فقہ کی تعریف میں معرفۃ[3] النفس مالہا و ما علیہا کہا گیا ہے اور طریقت کو مرادف تصوف کہا جاوے جسکا عام ہونا تمام احکام ظاہر و باطن کیلئے ہدایت اول میں گذر چکا ہے تو پھر تعدد کے قائل ہونے کی بھی گنجائش نہیں محض تفاوت عنوان ہی کا ہوگا اور جس شخص نے کہا ہے ؏ درکنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را ؛ وہ مبنی ہے اصطلاح اول پر یعنی احکام خدا راکہ متعلق باصلاح باطن ہستند۔

---

[1] وہ کام جو ہاتھ پیر وغیرہ سے ہوتے ہیں ۱۲ [2] وہ کام جو دل سے ہوتے ہیں ۱۲ [3] ایسی باتوں کا جاننا جنکے کرنے سے ثواب ہو یا عذاب

ہدایت ششم۔ جب حسب ہدایت چہارم و پنجم غرض اور نیت درست ہوگئی تو اب بعد بیعت کے اگر وقت اور مہلت میسر ہو تو چندے اُس کی خدمت میں رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو غائبانہ ہی اسکی تعلیم پر کاربند ہو بلکہ اگر بیعت کیلئے بھی حاضر نہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے بیعت ہو جاتی ہے طرز تعلیم ہر شیخ کا جدا ہے اُس کی تفصیل اس رسالہ میں لکھنا ضرور نہیں لیکن ایک مختصر دستور العمل جو کہ غایت نافع ہونیکے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہنے کے قابل ہے جو بہت سی خاک بیزی کے بعد ہاتھ آیا ہے اور اصل محرک اس رسالہ کی تحریر کا اسی کا مضمون ہے عام طالبین کیلئے عموماً اپنے شیخ کی خدمت میں پہونچنے تک کے واسطے اور اپنے دوستوں کیلئے خصوصاً ہمیشہ کیلئے عمل کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالےٰ سے اُمید قوی کرتا ہوں کہ اسکے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ اسکو منظور و جائز رکھے تب تو قصہ سہل ہوا اور اگر اوراد[وظیفوں ۱۲] و اذکار[ذکروں ۱۲] و اشغال[شغلوں ۱۲] کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اُس کے موافق کرنا چاہئے البتہ اس میں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں اُنمیں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے وہ بحالہ رہینگے پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک انمیں سے یا فکر معاش و حقوق عباد سے فارغ ہے یا مشغول یہ کل چار قسمیں طالب کی ہوئیں۔ ایک عامی فارغ۔ دوسرا عامی مشغول۔ تیسرا عالم فارغ۔ چوتھا عالم مشغول۔ ان میں ہر ایک کیلئے علیحدہ ایک ایک دستور العمل خاص ہے پس **عامی مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ اول عقائد و مسائل ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اس کا پابند رہے اور جونئی بات اُس کو پیش آوے علماء سے پوچھے اور اگر پیر اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سُبحَانَ اللہِ سو بار اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سو بار اور اللہُ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان پر جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو روزانہ کچھ قدر قرآن کی تلاوت بھی کیا کرے اور اس رسالہ کے آخر میں

ع یعنی شیخ مصلح کی اجازت سے اس کی نوبت پہنچ سکتی ہے ۱۲

جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہیں اُنکو کبھی کبھی دیکھ لیا کریں یا سُن لیا کریں اور ان پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اسکے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اسکی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جانا چاہئے کیونکہ یہ تکلف خلاف ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کیلئے کسب حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کام و بالخصوص شوہر کی خدمت اس کیلئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کرکے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے اس کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں اور **عامی فارغ کا خاص دستور العمل** بھی وہی ہے جو عامی مشغول کیلئے بیان کیا گیا مگر اتنے امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کرلے کہ کسی دوسرے پر اُس کا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسہ پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کرے اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر توکل کرے ملجاوے کھاوے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خلق سے علحدہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رکھے جب تک کوئی دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالطت نہ کرے اور جب کسی سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلاف شرح مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ نکل جاوے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں اس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے اور اگر کچھ خواندہ ہو تو تھوڑے وقت میں دین کی کتابیں بھی جو اردو فارسی میں ہیں کسی معتبر عالم کو دکھلا کر مطالعہ کیا کرے لیکن جہاں شبہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھہرا لے کسی محقق عالم سے پوچھ لے اور اگر اُس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود ہوں تو اُن کی خدمت گذاری میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے اس سے قلب میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے بھی حفاظت رہتی ہے اور کبھی کبھی

نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال کی تعلیم نہ کرنا چاہئے کہ اس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جنکا تحمل عامی سے نہیں ہوتا البتہ اگر اسمیں شوق و استعداد دیکھے تو اسم ذات تین ہزار سے چھ ہزار تک تنہائی میں بیٹھکر پڑھنے کو تبلاوے مگر بدون ضرب و بدون جہر کے اس سے زیادہ مناسب نہیں باقی دوسرے اوراد و نوافل جسقدر جی چاہے پڑھے البتہ اگر کوئی عامی صحبت علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہوگیا ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور **عالم مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ اوقات فارغ میں کوئی وقت ایسا جسمیں قلب افکار و تشویشات سے کسیقدر خالی ہو اور معدہ نہ پُر ہو نہ بھوک کا تقاضا ہو تعین کرکے اُس میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر ممکن ہو خلوت میں بیٹھکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ باوضو خفیف جہر و ضرب کے ساتھ قلب کو متوجہ کرکے پڑھا کریں اور تہجد کی پابندی کریں اور کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول کی اصل عربی کی ایک منزل کا التزام رکھیں اور اگر مدرس ہیں فبہا ورنہ ایک معتد بہ وقت تدریس طلبہ علم دین میں ضرور صرف کیا کریں اور گاہ گاہ جب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت کریں ضروری احکام کا وعظ کہہ دیا کریں مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نہ کریں اور جو ضروری مضمون ہو مگر عوام کی طبیعت کے خلاف ہو اُس کو نہ تو مبہم طور سے کہیں اور نہ خشونت و درشتی سے کہیں بلکہ صاف لیکن نرم کہیں اور وعظ پر اُجرت نہ لیں نہ عوام کے زیادہ درپے ہوں نہ ان کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہوتی ہے اور احیاء العلوم وغیرہ مطالعہ میں رکھیں لیکن شیخ سے دور رہ کر شغل نہ کریں البتہ چندے شیخ کے حضور میں اگر کام کیا ہو اور وہ اب بھی تجویز کرے تو مضائقہ نہیں اور **عالم فارغ** کا گو برائے چندے ہی فارغ ہو جس کی مدت اقل درجہ چھ ماہ ہیں خاص دستور العمل یہ ہے کہ چند روز جس قدر موقع میسر ہو شیخ کی خدمت میں رہ کر مشغول ذکر رہیں اور انکے لئے اذکار میں سے اس قدر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح پڑھیں یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۲۰۰ بار اور اِلَّا اللّٰہُ ۴۰۰ بار اور اَللّٰہُ اَللّٰہُ بضم ہائے اول و سکون ہائے ثانی ۶۰۰ بار اور صرف اللہ سو بار یہ تیرہ تسبیح ہیں مگر اصطلاح میں بارہ کہلاتی ہیں انمیں خفیف سا جہر اور معتدل ضرب قلب پر کرے مگر جہر مقصود بالذات

اور قربت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت اور حدیث جو وارد ہے اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا میرے نزدیک اسی اعتقاد کی نہی پر محمول ہے اور بعض نے جہر مفرط کو اس کا محمل بنایا ہے جس سے دوسرے لوگ متاذی ہوں مثلاً نائمین کو تشویش ہو اور امام ابو حنیفہ کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات ہیں ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے جیسا بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے رفع الصوت بالتکبیر[۱] کا علامت انصراف عن الصلوٰۃ ہونا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملک القدوس میں رفع صوت مروی ہے اور حکمت جہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اس میں وساوس و خطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے ادھر متوجہ رہ سکتا ہے سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے اسی طرح ضرب بھی قربت نہیں ہے اس میں ایک حکمت طبیہ ہے وہ یہ کہ حرکت عنیفہ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعہ مقصود ہونے سے مقصود بالغیر بنجاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونیکا ڈر ہے لہذا اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے اور ایک امر عملی اسمیں قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لیجانے لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہیئے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی تھے اسکے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اس کے متاثر نہوتے تھے اس لئے اُن کو اس کی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے تھوڑے فاعل سے قلب متاثر ہوسکتا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونے کا اندیشہ ہے ضرب اسی قدر کافی ہے کہ لا الٰہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت دیدیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف آئیں اور یہ بھی محض اس لئے کہ بدن کو ایک حالت پر قائم رکھنے میں تکلف اور تقید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہو جاتی ہے ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں

---

[۱] زور زور سے اللہ اکبر کہنا ۱۲

صرف مخرج پر آواز کا زور ڈالدینا کافی ہے قرب مکانی کے سبب سینہ پر اس کا اثر پہونچ جاویگا علیٰ ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو اسی طور پر کرے اور تحریک بدن اس سے بھی کم کافی ہے یہ کلام تمام تر دوازدہ تسبیح کے متعلق تھا اس ذکر کے بعد اگر نیند کا تقاضا ہو ذرا سو جاوے ورنہ خواہ ان اذکار (ذکروں) میں سے کسی خاص ذکر کو اور زیادہ کرے یا یوں ہی فارغ رہے پھر بعد نماز صبح تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر سہل ہو اسم ذات خفیف جہر اور بمعتدل (درمیانی) ضرب سے خلوت (تنہائی) میں بیٹھکر کرے اور دوپہر کو قیلولہ[1] کرے بعد ظہر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جسقدر سہولت کے ساتھ عصر کے قبل قبل ہو جاوے اسم ذات کا ورد کرے اور عصر کے بعد اگر شیخ فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اور اگر فارغ نہو یا وہاں موجود ہی نہو یا اس کے قلب میں زیادہ اشتیاق (شوق) نہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے اگر شیخ موجود ہو تو اس سے اجازت لیکر جاوے اور اسی وقت میں کبھی کبھی مقابر (قبرستانوں ۱۲) عامہ مسلمین و مزارات اولیاء کرام پر ہو آیا کرے پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ گھنٹہ جبتک دلچسپی ہو خلوت میں بیٹھکر مراقبہ موت و مابعد الموت الی الحساب کا کرے کہ واقعات اس اس طرح ہونگے بلکہ ان وقائع (واقعوں ۱۲) کو کالحاضر (مثل ہوتے ہوئے کے) فرض کرے کثرت ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہوگی یہی حب و بغض اس کا کام بنا دینے کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہونگے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس انفاس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گذرے خواہ کوئی ذکر بھی معمول کرلے مشہور معنے اس کی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریق ہے منجملہ اسکے طرق کے پھر اگر اس ذکر کے وقت قلب میں جمعیت و خشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ بڑھتی جاوے اور وساوس و خطرات میں کمی ہونے لگے اور (جی ۱۲) دل لگا کرے تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں بلا زمت تقوی اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اس پر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ یقینی ہے اور اصل وعدہ عطائے ثمرات کا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا میں

[1] دوپہر کے سونے کو قیلولہ کہتے ہیں ۱۲

بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اسکے قلب پر علوم عجیبہ و معارف جنکے باب میں مولانا کا ارشاد ہے

۵	بینی اندر خود علوم انبیا[۱]	عجیب عجب	بے کتاب بے معید و اوستا	

اور وارداتِ[۲] غریبہ و مواجید مثل ذوق و شوق و محبت و انس و ہیبت و انکشاف[۳] اسرار احکام و حسن معاملہ[۴] فیما بینہ و بین اللہ اور تنبیہ[۵] علی ما یصلح للتنبیہ و امثالہا فائض ہونگے جنکی لذت کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں چونکہ اول تو ہر شخص کو جدا حالات پیش آتے ہیں اُن کا احاطہ اور ضبط مشکل ہے دوسرے بعض حالات یا اُنکے متعلق کچھ معالجات ازبس نازک ہیں اس لئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ہیں ایسے وقت شیخ کا قریب ہونا مناسب ہے وہی انکی تفسیر یا اگر حاجت ہوئی تو معمولات میں کچھ تغیر کرتا ہے اور منجملہ فوائد صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے اور دوسرے اور فوائد بھی ہیں جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور ہونگے یہی علوم کشف الٰہی کہلاتے ہیں کشف[۶] کونی نہ لذت میں اس کی گرد کو پہونچتا ہے نہ قرب میں اُس کو اسکا سا دخل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کشف الٰہی میں زیادہ تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کشف کونی میں پھر ظاہر ہے کہ کس کا رتبہ اعلیٰ ہے رہا یہ کہ اُنکو اُنکے پاس کیوں بھیجا گیا سو اس میں مقصود اس امر کی تعلیم تھی کہ بولنے میں دقائق کلام کی رعایت و احتیاط رکھا کریں کیونکہ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں اَنَا اَعْلَم فرما دیا تھا جو واقع میں علوم مقصودہ کے اعتبار سے صحیح بھی تھا لیکن لفظ کے اطلاق سے ایہام عموم ہوتا تھا اس لئے یہ بات دکھلا دی کہ کشف کونی میں حضرت خضر علیہم السلام زائد ہیں گو وہ کشف الٰہی کے برابر کمال نہو مگر عموم تو منفی ہے اس لئے یہ نفی[۷] مدلول کلام بھی ہونا چاہئے تھا اور اس کشف الٰہی والے کے متعلق اگر ارشاد و مشیخت و روحانی تربیت خلق کی ہو جاوے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے اور کشف کونی والے کے متعلق اگر دنیوی تربیت خلق کی ہو جاوے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے اور اگر ایک مدت تک ذکر

۱؎ یعنی تو اپنے اندر بغیر کتاب اور بغیر استاد اور بغیر تقریر آنیوالے کے ایسے علم دیکھے گا جو انبیا علیہم السلام کو دیئے گئے تھے ۱۲

۲؎ نئی نئی کیفیتیں ۱۲ ۳؎ احکام کے بھیدوں کا ظاہر ہونا ۱۲ ۴؎ اور اس کا برتاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ درست ہو جانا ۱۲

۵؎ اور جو غلطی اصلاح کے قابل اس سے ہو اس پر ہوشیار کر دیا جانا ۱۲ ۶؎ پوشیدہ چیزوں کا حال معلوم ہونا یا آئندہ ہونیوالی چیزوں کا ظاہر ہو جانا ۱۲ ۷؎ یعنی کلام میں موسیٰ علیہ السلام کے کوئی لفظ کشف کونی کے زیادہ عالم ہونیکی نفی پر ہونا چاہئے تھا ۱۲

کرنے سے قلب میں یکسوئی و خشوع ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل ہی کر لیا جاوے اشغال بہت ہیں
میرے نزدیک انفع اور اسہل شغل انحد ہے اور اچھا وقت اس کا آخر شب ہے بعد بارہ تسبیح
کے لیکن حبس نہ کرے آجکل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو جاتے ہیں صرف
آنکھیں ویسے ہی بند کرے اور کانوں کو انگشت شہادت سے ذرا زور سے بند کرے اس سے
کان میں ایک صوت لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ پیدا ہوگی اور غالبًا یہی اس کی وجہ تسمیہ بھی ہے
کیونکہ اَن لغت ہندیہ میں کلمہ نفی کا ہے یعنی بے حد اس آواز کی طرف قلب کو متوجہ رکھے
اور زبان سے یا قلب سے اسم ذات کا ورد رکھے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گذرے
کیونکہ اس صوت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی صفت
تو ہے نہیں جیسا بعض کو دھوکا ہو گیا ہے بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی نہیں
صرف اسی کے دماغ میں ہوا بند ہو کر متموج ہونے لگتی ہے باوجود اس کے پھر اُس کی
طرف مشغول کرنا صرف اس لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صوت محسوس ہے اور لذیذ ہے بلکہ
بعض اوقات اُس کے اندر نہایت دلربا و دلفریب آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ شاغل کو محو
کر دیتی ہیں اور محسوس و لذیذ چیز کی طرف متوجہ ہونے سے طبعًا دوسرے خطرات گم ہو جاتے ہیں
تو اس سے ذہن کو عادت ہوتی ہے ایک طرف توجہ تام کرنے کی پھر شغل چھڑا کر اس توجہ
کو مقصود حقیقی کی طرف منصرف کر دیتے ہیں جس کی طرف اوّلًا متوجہ ہونا بوجہ اس کے
غائب عن الحواس ہونیکے احیانًا محتاج تکلف تھا الحاصل اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ
شغل خود ذکر نہیں البتہ معین ذکر ہے جیسا گذرا اسی لئے اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے
کہ مامور بہ کا ذریعہ ہے بلکہ عند التامل سنت سے بھی اس کی کچھ اصل نکل سکتی ہے چنانچہ نماز
میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون ہے اور اس میں حکمت یہی نفی خواطر و اجتماع قلب معلوم
ہوتی ہے واللہ اعلم اور جس طرح اس آواز کا محل دماغ ہے اسی طرح کبھی دوسرے
اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف الوان کے انوار جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر

ع یہ اول تخمین سے لکھدیا تھا پھر تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ اصل میں انادی ہے جس کے معنی ہندی میں
قدیم کے ہیں یہ شغل ماخوذ ہے شاغلان ہند سے اُن کا اعتقاد اس صوت کے متعلق قدیم ہونیکا تھا اسی نام میں تغیر ہو کر انحد
مشہور ہو گیا لیکن یہ اعتقاد قدیم ہونے کا باطل ہے عجب نہیں اسی وجہ سے لفظ بدل دیا ہو ۱۲

صور دماغیہ سلہ ہوتی ہیں چنانچہ غیر شاغل ہی اگر اسی طرح آنکھیں بند کر کے دیکھے تو بعض اوقات اسکو بھی مختلف رنگ نظر آیا کرتے ہیں اس سے کبھی وہ ہو کہ نہ کھاوے اور نہ ان اشیاء کی طرف کبھی ملتفت ہو بلکہ اگر اس سے زیادہ واہی غائب باتیں کا ہی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات تو یکسوئی کے ایسا ہی ہو جاتا ہے تب بھی صلاح اُدھر متوجہ ہو اُس سے لذت حاصل کرے خواہ وہ مکشوفات ناسوت کے ہوں یا ملکوت کے لیکن ہیں تو غیر مقصود و مطلوب بلکہ حسب ارشاد حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب حجاب نورانی اشد ہے حجاب ظلمانی سے طالب کو سب کی نفی کرنا چاہئے اور اس مضمون پر نظر رکھنا چاہئے ؎

عشق آن شعلہ است کو چوں برفروخت	ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند	در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت	مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اس کا اتباع کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ اور تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبہ وحدۃ الوجود بوجہ اسکے کہ اکثر خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک ہے کما قال تعالیٰ فی الخمر و المیسر اذا کان حلالین اثمھما اکبر من نفعھما اور ان اذکار و اشغال سے جو وقت بچے اُس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے توجہ قلب کے ساتھ جاری رکھے خواہ درود شریف اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ جس سے دلچسپی ہو اور ان اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر دھوکا ہو جاتا ہے کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہوتی یا اس سے بڑھکر یہ کہ ذہول کو بھی استغراق و محویت سمجھا جاتا ہے اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے ایک غفلت کا جس کا علاج ذکر ہے جیسا ابھی بیان ہوا دوسرے معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھوں کان سے غفلت سے قلب کی نورانیت برباد ہو جاتی ہے اور معصیت سے علاوہ نور قلب فوت ہونیکے مقبولیت عنداللہ بھی زائل ہو جاتی ہے اور یہ بڑا خسارہ ہے اور

سلہ یعنی دماغ میں پیدا ہوتی ہیں ۱۲ منہ

ہلہ عشق وہ شعلہ ہے کہ جب بھڑکتا ہو تو معشوق کے سوا جتنی چیزیں ہیں سب کو جلا دیتا ہے اے طالب حق لا کی تلوار غیر حق پر چلا کر ان کو قتل کر ڈال پھر غور کر کہ لا کے بعد کیا رہتا ہے جسے سن کہ صرف الا اللہ باقی رہجاویگا اور سب گم ہو جاویگا آگے عشق کی تعریف ہے کہ شاباش ہو تجھکو مرد تو شرکت کا بالکل مٹانیوالا ہے ۱۲

اگر احیاناً غفلت سے یا نفس کی شرارت سے کوئی معصیت قولی یا فعلی سرزد ہو جاوے فوراً نہایت ندامت اور عاجزی سے استغفار اور توبہ کرے بالخصوص بعض بعض خصوصیت کے ساتھ زیادہ مضر ہیں اُن سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام رکھے ایک ریا دوسرے کبر اور اسی سے لگا ہے تفاخر و عجب پیدا ہو جاتا ہے خواہ کمال دنیوی پر ہو یا کمال دینی پر تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت یا کسی پر طعن و اعتراض کرنا بلکہ اکثر فضول کلام بھی نورانیت قلب کو مضر ہوتا ہے اور اسی لئے طالب حق کو لوگوں سے زیادہ میل جول نہ کرنا چاہئے مگر بضرورت چوتھے محل نامشروع میں رغبت شہوت سے کسی طرف توجہ کرنا خواہ آنکھ سے یا دل کے خیال سے پانچویں بیجا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بدخلقی و سختی کے ساتھ کسی سے پیش آنا اسی طرح بعضی غفلت بھی خصوصیت کے ساتھ زیادہ مضر ہے یعنی وہ غفلت جس کا سبب دنیوی تعلقات ہوں کیونکہ ایسی غفلت تجدید ذکر سے بھی ختم نہیں ہو گی بار بار قلب ادھر کشش کرے گا۔ اور منجملہ اس دستور العمل کے ایک امر یہ بھی ہے کہ جب تک ایسے شخص کو جس میں کلام ہو رہا ہے کسقدر رسوخ و استحکام کے ساتھ نسبت باطنی نصیب نہ ہو جاوے جب تک نہ تو افادہ ظاہری میں مشغول ہو نہ افادہ باطنی پر اقدام کرے یعنی نہ طلبا کو پڑھاوے نہ عوام میں وعظ کہے نہ مطلب کرے نہ تعویذ گنڈہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے بالکل زاویہ خمول میں پڑا رہے الا ان یضطر الی شئ من ذلك اور علامت حصول نسبت[۵] باطنی کی دو امر ہیں ایک یہ کہ ذکر اور یاد داشت کا ایسا ملکہ ہو جاوے کہ کسی وقت غفلت اور ذہول نہ ہو اور اس میں زیادہ تکلف نہ کرنا پڑے دوسرے یہ کہ اطاعت حق یعنی اتباع احکام شرعیہ کی عبادۃً و معاملۃً و خلقاً و اقوالاً و افعالاً اس کو ایسی رغبت اور منہیات و مخالفات سے ایسی نفرت ہو جاوے جیسی مرغوبات و مکروہات

---

۵ نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی ہیں بندہ کا حق تعالیٰ سے خاص قسم کا تعلق یعنی اطاعت دائمہ و ذکر غالب اور حق تعالیٰ کا بندہ سے خاص قسم کا تعلق یعنی قبول و رضا جیسا عاشق مطیع اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے از ترجمۃ السالک مطبوعہ النور بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ چونکہ نسبت کی اصطلاحی مفہوم اطاعت دائمہ کی قید معتبر ہے اور فاسق وکافر مطیع نہیں ہیں اس واسطے یہ صاحب نسبت نہیں ہو سکتے اگرچہ مشق و ریاضت سے خاص قسم کی کیفیات پیدا کریں مطیع غافل بھی صاحب نسبت نہیں ہو سکتا کیونکہ ذکر غالب کی بھی قید ہے ۱۲ وصی اللہ عفی عنہ

طبیعیہ کی ہوتی ہے اور حرص دنیا کی قلب سے نکل جاوے کان خلقہ القران اس کی شان بنجاوے البتہ کسل عارضی یا وسوسہ جسکے مقتضا پر عمل نہ ہو اس رغبت و رغبت و نفرت کے منافی نہیں اور یہی درجہ یادداشت اور فرمانبرداری کا جو علامت ہے نسبت باطنی کی حاصل ہے محبت کا حق اور اگر حصول نسبت کے ساتھ کچھ علوم و اسرار بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاوے گا اب بعد حصول نسبت کے درس و وعظ یا تصنیف و تالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمت علم دین افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم و تلقین اذکار اور بیعت کرنے کی بھی اجازت دیدے تو بندگان خدا سے یہ افادہ بھی دریغ نہ کرے لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے مخدوم نہ سمجھے اور اگر وہ اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ از خود درخواست اجازت کی کرے کہ ہوس محض ہے ایسی رعایتی اجازت معتدبہ نہیں بلکہ بڑے ہونے سے چھوٹا رہنا بدرجہا اسلم ہے البتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں ورنہ سلسلہ ہی نہ چلتا لیکن مریدوں سے منتظر و متوقع حصول مال کا نہ رہے بلکہ اگر کچھ نذرانہ بھی دیں تو بیعت کے وقت تو اصلاً قبول نہ کرے کہ یہ صورت معاوضہ و مبادلہ کی ہے اور دوسرے وقت اگر بطیب خاطر حلال مال سے اپنی گنجائش کے موافق دیں جس سے اُن پر کوئی تعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکری حق تعالےٰ ہے گو وہ قلیل ہی ہو اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار و ننگ نہ کرے کہ یہ شعبہ تکبر کا ہے یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے ذرا مطول ہو گئی ہے کہ اس کے مخاطب اہل علم ہیں اُن کو بدون اس قدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ حظ آتا نہ اصل حاصل اس کا مختصر ہے جسکا ملخص اسلئے الگ لکھے دیتا ہوں کہ اُسکے اجزاء تقریر مذکور میں متفرق و منتشر ہو گئے ہیں اُس ملخص کی یہ فہرست ہے تہجد۔ تہجد کے بعد بارہ تسبیح۔ بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید و منزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک۔ دوپہر کا قیلولہ۔ بعد ظہر اسم ذات بشمار مذکور۔ بعد عصر حاضری خدمت شیخ یا سیر صحرا و مقابر۔ بعد مغرب مراقبہ

سوت۔ بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد۔ اگر حاجت ہو شغل انحد۔ ملازمت تقوی مداومت ذکر۔ اجتناب معاصی و غفلت خصوص ریا و کبر و دعوی و تفاخر و عجب و غیبت واعتراض و فضول کلام و کثرت مخالطت خلق و رغبت و شہوت حرام و غضب و بد خلقی و تکثیر تعلقات دنیویہ اور جو امور مشل انکے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک وعظ و درس وغیرہ کی تقلیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرأت نہ کرنا غرض میزانکل اور خلاصہ طریق الی اللہ کا دو چیزیں ہیں طاعت اور ذکر معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے اور غفلت سے ذکر مختل ہو جاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت و ذکر پر دوام رکھنے کو اور معصیت و غفلت سے بچنے کو سمجھے اگر ایک مدت تک اس پر استقامت و استدامت رہیگی تو انشاء اللہ تعالے محروم نہ رہے گا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا ایک وقت ایسا آویگا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے نہ کمی کرے کیونکہ اسکی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اس قدر امید وار کر سکتے ہیں کہ ؎

اندریں[۱] رہ مے تراش و مے خراش	تادم آخر دمے فارغ مباش
تا دمِ آخر دمے آخر بود	کہ عنایت با تو صاحب سر بود

اور اگر باوجود اس کے ابتدا میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہو جاوے تو نورٌ علیٰ نور اُس کی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اخلاق و عادات میں اُس کا اتباع کرے گا اذکار و عبادات میں نشاط اور ہمت کو قوت ہوگی جو حال غریب پیش آوے گا اس باب میں اُس سے تشفی ہو جاویگی اور بہت سے فوائد ہیں جن کا خود مشاہدہ ہوتا ہے موٹی بات ہے کہ مریض کا طبیب کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے خوب کہا گیا ہے ؎

مقام[۲] امن و مئے بے غش و رفیق شفیق	گرت مدام میسر شود زہے توفیق

[۱] اس راہ میں جو قدم رکھے اُس کو اُدھیڑ بُن میں لگا رہنا چاہئے مرتے دم تک ایک گھڑی بیفکر نہ بیٹھے آخری وقت تک کوئی نہ کوئی وقت ایسا آئیگا کہ عنایت شامل حال ہو جاوے گی ۱۲ [۲] اگر اطمینان کی جگہ اور شراب خالص محبت الٰہی کی اور شفقت رکھنے والے پیر کی صحبت ہمیشہ کیلئے نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے ۱۲

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ (اللہ سچی بات کا کہنے والا ہے اور راہ راست کا وہی دکھلانیوالا ہے)

ہدایت ہفتم ذاکر کو چاہیے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے بچے کیونکہ جمعیت قلب کی بڑی دولت ہے اور یہ اسباب متعدد ہیں ایک اپنی بے عنوانی سے صحت خراب کرلینا اس لیے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کی ترطیب اور قلب کی تفریح اور تقویت ہمیشہ غذا و دوا کرتا رہے غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف و یبوست ہوجاوے نہ اس قدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آجاوے کہ اس سے بھی صحت خراب ہوتی ہے جماع کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضائے رئیسہ خصوص قلب و دماغ ماؤف ہوجاتے ہیں۔ جب تک صادق رغبت نہو کھانا نہ کھاوے ایک آدھ لقمہ کی اشتیاق باقی رہنے پر چھوڑدے اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہو تو صحبت نہ کرے اسی طرح سونے میں اعتدال رکھے نہ بہت زیادہ سووے کہ کسل ہو نہ بہت کمی کرے کہ یبوست ہوجاوے دوسرا امر مشوش قلب بلاضرورت عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں لگا رہنا ہے۔ تیسرا امر ہر وقت اپنے بدن کی آراستگی اور لباس کی نفاست میں مشغول رہنا کہ اسی باب میں کہا گیا ہے ؎

عاقبت ساز د ترا از دیں بری
ایں تن آرائی و ایں تن پروری

اے از کمال دین۔ البتہ بالکل میلا کچیلا بھی نہ رہے کہ اس سے بھی قلب مکدر ہوتا ہے سادہ اور صاف رہے البتہ بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ میسر ہو اور نفس میں کسی رذیلہ کے پیدا ہونیکا اندیشہ نہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے اور شکر بجالاوے چوتھا امر مال کی حرص اور اس کے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ کہ موجودہ ذخیرہ کو اسراف کرکے اڑا ڈالنا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب ہے۔ حریص تو ہر وقت اسی دھن میں رہیگا اور مسرف ذخیرہ ختم ہونیکے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نگاہ کرے گا۔ پانچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست تو اس ہجوم کرکے اس کے وقت کو مشوش کرینگے اور دشمن اسکو ایذائیں پہونچا کر پریشانی میں

انجام اس بدن کی آرائش اور پیٹ کے پالنے ہی میں رہنے کا یہ ہوگا کہ دین سے رخصت ہوجائے گا ۱۲

ڈالینگے اسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہوں اور فی نفسہ ضروری نہوں انسے حتی الامکان بہت احتراز رکھے البتہ اگر کوئی تشویش بلا اس کے اکتساب وارتکاب کے پیش آجاوے یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی فعل کیا تھا اور اس میں کوئی تشویش پیش آگئی مثلاً کسی سود خوار کے ہدیہ لینے سے انکار کیا وہ اس کا دشمن ہوگیا تو وہ مضر نہیں پس اُس میں مضطرب نہو حق تعالیٰ پر نظر و توکل رکھے وہ مدد فرمائیں گے اگر کچھ تکلیف بھی پہونچے تو اُس کو مقتضائے حکمت الٰہیہ سمجھکر اُس پر راضی رہے وہ اسکے لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

ہدایت ہشتم جو امور اختیاری ہیں اُن میں تو خلل نہ ڈالے اور جو امور اختیار سے خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو اُنکے حصول کے درپے نہو اور اگر وہ نامرغوب ہیں تو اُنکے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکر کے اندر یہ تو اختیاری ہے کہ اپنے قلب کو گو تکلیف ہو حاضر رکھے جسکے کئی طریق ہیں مثلاً حق تعالےٰ کی ذات کا تصور کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال رکھنا اس طرح کہ ہر ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے پس اسمیں تو کمی نہ کرے اور نماز کے اندر تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہونا یا وساوس وخطرات کا ہجوم کرنا خواہ وہ کتنے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے اس کی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کئے جائے اسی سے بالخاصہ اُنکی اصلاح ہوجاتی ہے بالخصوص وساوس کی طرف تو اصلا التفات نہ کرے نہ اُس پر مغموم ہو کہ اس سے اُن کو دونی ترقی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اس کا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف توجہ پھر تازہ کرے اور اُس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کرے اس سے وہ از خود مندفع ہوجاتا ہے اور مثلاً طاعت اختیاری ہے اُس میں سستی نہ کرے اور یہ امور خارج از اختیاری ہیں اچھا خواب۔ قبولِ دعا۔ وجد ورقت وغیرہ انکا طالب نہو یا مثلاً معصیت اختیاری ہے اُس کے پاس نہ جاوے اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں برا خواب طبیعت کا انقباض رزق کی کمی۔ ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر محسوس نہ ہونا بیمار ہوجانا وغیرہ ان سے مغموم

نہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلا قصد تعشق ہو جانا غیر اختیاری ہے اس میں کوئی معصیت و مضرت نہیں گو تکلیف ہے لیکن یہ امور اختیار میں ہیں اُس کو دیکھنا اُس سے باتیں کرنا قصداً اُس کی آواز سننا اُس کے پاس آنا جانا اُس کا خیال دل میں لانا اُس کو سوچ سوچ کر دل سے لذت لینا اُن سے بچنا واجب ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی مضمحل ہو جاتا ہے اور اگر اس میں کوتاہی کرے گا گنہگار ہوگا اور قلب تاریک ہو جاویگا یا مثلاً کسی معصیت کی طرف بار بار طبیعت کا مائل اور راغب ہونا غیر اختیاری ہے اس کی فکر میں نہ پڑے البتہ معصیت اختیاری ہے اس سے بچے اُس میلان پر عمل نہ کرے جو شخص غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اُس کی تشویش اور تنگی میں گذرتی ہے حتی کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود سمجھ لیا ہے پھر بعضوں نے تو خودکشی کر لی ہے اور بعضوں نے ذکر و اطاعت کو چھوڑ دیا غرض ایمان کا نقصان کیا یا جان کا ہی اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیاریہ جو مرغوب ہیں گاہے انکا حصول سالک کیلئے موجب فتنہ ہو جاتا ہے مثلاً اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگا عجب و دعویٰ یا شہرت میں مبتلا ہو گیا اور اسی طرح عدم حصول کبھی موجب نفع ہوتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ و حقیر سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی انکا ہونا اُسکے لئے نافع ہوتا ہے مثلاً اُس میں مشقت ہوتی ہے جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ باطن کا ہوتا ہے ایسے ہی مواقع کے لئے ارشاد ہے عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہو جاویں نعمت سمجھکر شکر کرے جیسا کہ عدم حصول کو بھی ایک اعتبار سے مذکورہ نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔

ہدایت نہم۔ آجکل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں سو بعض تو محض خلاف شرع ہیں جیسے قبر کا طواف اور اُس پر بوسہ اور اُس پر غلاف ڈالنا یا اُن کی نذر ماننا یا اُن سے کچھ مانگنا اور بعض انضمام مفاسد سے نامشروع ہو گئی ہیں جیسے عرس یا سماع یا قل پنج آیت کا یا مجلس مولد کہ عوام ان امور کے منع یا ترک کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں انکے مفاسد کی تحقیق اور بحث مفصل احقر نے اصلاح الرسوم و حق السماع و تعلیم الدین کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں لکھدی ہے اور بعض امور ایسے ہیں کہ اگر اُن کو داخل

بزرگی و موجب زیادت قرب سمجھے تو بدعت قبیحہ ہے اور اگر اعتقاد میں کوئی فساد نہو تب بھی محض دنیا ہے جیسے عملیات، یا ترک حیوانات اور بعضے امور فی نفسہٖ نیک ہیں اگر اس میں فساد عقیدہ ہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت اس کی مقبولانِ الٰہی کے ساتھ توسل ہے دعا میں جو سنت سے ثابت ہے لیکن اگر اُس میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ رہیں گے تو محض بے سند غلط عقیدہ ہے جو بموجب آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ممنوع ہے اور مثلاً مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع منقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ ہو اُس کیلئے مضائقہ نہیں ورنہ برہم زن دین و ایمان ہے اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثنوی مولوی رومی، دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات جنمیں تحقیقات اسرار یا اُن کے مواجید و احوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھیں یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ہدایت دہم چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہوکر بھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ کچھ ضروری امور لکھتا ہوں باقی مفصل احکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔

عام مردوں کو نصیحت علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ اُن سے مسائل پوچھتے رہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا بجائے اُس کے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اس پر عمل رکھو۔ لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کا مدار جوتا۔ داڑھی مت کٹاؤ نہ اُس کو منڈواؤ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اُس کا اختیار ہے جتنی رسمیں سنت کے خلاف ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولد فاتحہ، عرس، شادی میں ساچق اور برات اور مہانداری یا نام کیلئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کیلئے دینا دلانا عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب

له نہ اتباع کرو اس چیز کا جس کا تم کو علم نہ ہو ۱۲

ترک کر دو نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا دسواں، چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا یا محرم کو تیوہار منانا نا خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جاکر ان کاموں میں شریک ہو، سیلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور اُن کو ایسی باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا، آتشبازی، تصویر دار کھلونے وغیرہ۔ زبان کو غیبت اور گالی گلوج سے بچاؤ۔ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھو۔ گانا بجانا مت سنو۔ پیر سے ہر کام کے لئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو۔ بلکہ اُس سے دین سیکھو البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں۔ ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں۔ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے تصوف کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو۔ پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ۔ رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی سود ہے اُس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو۔ خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو۔ اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کام میں مشغول ہو تو اُس کے کام میں حرج مت ڈالو نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تنگ ہو دیکھ دیکھ ہٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ جب فرصت پاویں سامنے جاؤ تعلیم الطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے پہلے بھی دیکھ لو، جزاء الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت۔ شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو، بزرگوں کی منت مت مانو۔ شب برات محرم عرفہ تبارک کی روٹی۔ تیرہ تیزی کی گھونگنیاں کچھ مت کرو۔ جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور جیٹھ خالہ پھوپھی یا چچا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی باپ ان سب سے خود پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پاجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ۔ پیٹھ کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو لانبی آستینوں کا اور

نیچا اور دبیز کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کرکے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہو تو اُس وقت سر کھولنا ڈر نہیں کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔ کہیں بیاہ شادی، مونڈن، چلہ، چھٹی، ختنہ، عقیقہ، منگنی، چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ کوئی کام نام کیواسطے مت کرو کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔ پانچوں وقت نماز اول وقت پر پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو۔ کسی وقت کی نماز ایام بند ہونیکے بعد رہ نجاوے اور اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکہ وغیرہ ہو تو حساب کرکے زکوٰۃ نکالو۔ بہشتی زیور ایک کتاب ہے اُس کو یا تو پڑھ لو یا سُن لیا کرو اور اس پر چلا کرو۔ خاوند کی تابعداری کرو اُس کا مال اُس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گانا کبھی مت سُنو۔ اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح معتبر بتلاویں تو خرید و ورنہ مت لو۔ جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذاکر شاغل لوگوں کو وصیت

اوپر کی نصیحتیں دیکھو ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور ہوتا ہے اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آوے صبر و تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاصکر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو۔ کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی محقق ہو جاوے کہ اس میں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اُس وقت زبان سے نکالو کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو نہ سُنو کسی صاحب حال پر طعن مت کرو۔ کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو۔ مال و جاہ کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو

اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا سامان مت جمع کرو حتی الامکان خلوت میں رہو بدون ضرورت و مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو۔ اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلدی اُن سے جدا ہو جاؤ۔ بالخصوص شناسا دنیا داروں سے بہت بچو یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈو یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے ملو ان سے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو۔ شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو ثمرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مثنوی مطالعہ کرو جبکہ تم معقول و منقول کے جامع عالم ہو سخن پروری مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہو جاوے فوراً اقرار کرو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اسی سے التجا رکھو اور استقامت کی درخواست کرو۔ والسلام خیر تمام۔ تمت

الرسالۃ بحمدہ تعالیٰ و کان بدؤھا و ختمھا فی الیومین الاولین من عشرۃ رمضان الانور سنہ ۱۳۲۳ من الھجرۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

تذییل قصد السبیل از تکشف حقیقت طریقت

خلاصہ سلوک (۱) نہ اس میں کشف و کرامت ضروری ہے (۲) نہ قیامت میں بخشوانیکی ذمہ داری ہے (۳) نہ دنیا کی کاربراری کا وعدہ ہے کہ تعویذ گنڈوں سے کام بنجاویں یا مقدمات دعا سے فتح ہو جایا کریں یا روزگار میں ترقی ہو یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے یا ہونیوالی بات بتلادی جایا کرے (۴) نہ تصرفات لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی از خود اصلاح ہو جاوے اُس کو گناہ کا خیال ہی نہ آوے خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو زیادہ ارادہ بھی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن میں ذہن

و حافظہ بڑھ جاوے (۵) نہ ایسی باطنی کیفیات پیدا ہونیکی کوئی میعاد ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے سرشار رہے عبادت میں خطرات ہی نہ آویں خوب رونا آوے ایسی محویت ہو جاوے کہ اپنی پرائی خبر نہ رہے (۶) نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہا کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضرور ہے (۷) نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے بلکہ **اصل مقصود** حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے جس کا ذریعہ ہے **شریعت** کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہا اور جیسے نکاح و طلاق و ادائے حقوق زوجین و قسم و کفارہ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین و پیروی مقدمات و شہادت و وصیت و تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و کلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و میزبانی وغیرہ ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں اور بعضے متعلق **باطن** کے ہیں جیسے خدا سے محبت رکھنا خدا سے ڈرنا خدا کو یاد رکھنا دنیا سے محبت کم ہونا خدا کی مشیت پر راضی رہنا حرص نہ کرنا عبادات میں دل کا حاضر رکھنا دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا کسی کو حقیر نہ سمجھنا خود پسندی نہ ہونا غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ ان اخلاق کو **سلوک** کہتے ہیں اور مثل احکام ظاہری کے ان احکام باطنی پر عمل کرنا بھی فرض و واجب ہے نیز ان باطنی خرابیوں سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے جیسے قلت محبت حق سے نماز میں سستی ہو گئی یا جلدی جلدی بلا تعدیل ارکان پڑھ لی یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی یا کبر و غلبہ غضب سے کسی پر ظلم ہو گیا حقوق تلف ہو گئے و مثل ذلک اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط کی بھی جاوے تب بھی جبتک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی وہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی پس نفس کی اصلاح ان دو سبب سے ضروری ٹھیری لیکن باطنی یہ خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں اور سمجھ میں آتی ہیں تو انکی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوتا ہے ان ضرورتوں سے پیر کامل کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھکر آگاہ کرتا ہے اور انکا علاج و تدبیر بھی بتلاتا ہے اور نفس کے اندر درستی کی استعداد اور ان معالجات میں سہولت اور تدابیر میں قوت پیدا ہونیکے لئے کچھ اذکار و اشغال کی بھی تعلیم کرتا ہے اور خود ذکر اپنی

ع ۵ پیر کامل کی پہچان قصد السبیل کی ہدایت سوم میں ملاحظہ ہو ۱۲

ذات میں بھی عبادت ہے پس سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں ایک ضروری کہ احکام شرعیہ ظاہری و باطنی کی پابندی ہے دوسرا مستحب کہ کثرت ذکر ہے اس پابندی احکام سے خدا تعالیٰ کی رضا اور قرب اور کثرت ذکر سے زیادت رضا و قرب حاصل ہوتا ہے یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریق اور مقصود کا ۔

حقوق طریقت

طریقہ میں داخل ہو کر جو کام کرنا پڑینگے (۱) بہشتی زیور کے گیارہ حصے اول سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھنے یا سننے پڑینگے (۲) اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے موافق رکھنا پڑینگی (۳) جو کام کرنا ہو اور اس کا جائز نا جائز ہونا معلوم نہو کرنے سے پہلے علماء اہل حق سے پوچھنا پڑے گا اور اُنکے بتلانے کے موافق عمل کرنا ہو گا (۴) نماز پانچوں وقت جماعت سے پڑھنا ہو گی البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو تو جماعت معاف ہے اور اگر بلا عذر غفلت سے رہجاوے ندامت کے ساتھ استغفار کرنا چاہیئے (۵) اگر مال بقدر زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ دینا ہو گی ۔ مسائل اس کے بہشتی زیور میں ملینگے ۔ اسی طرح کھیت اور باغ کے پیداوار میں دسواں بیسواں حصہ دینا ہو گا اس کے مسائل زبانی معلوم کرلئے جاویں (۶) اگر حج کی گنجائش ہو تو حج کرنا پڑے گا اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقہ فطر اور بقر عید کو قربانی ضروری ہو گی (۷) اپنی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا ہونگے اُن کا یہ بھی دینی حق ہے کہ اُن کو ہمیشہ شرع کے احکام بتلاتے رہو آسان طریقہ اس کا پڑھے ہوؤں کیلئے یہ ہے کہ شب و روز میں تھوڑا سا کوئی وقت مقرر کر کے بہشتی زیور اول سے آخر تک اپنے گھر والوں کو پڑھکر سنا دیں اور سمجھا دیں اور جب وہ ختم ہو جاوے پھر شروع کر دیں جب تک اُن کو مسائل خوب پختہ یاد ہو جاویں سُناتے رہیں اور اَن پڑھ ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم سے سنا کریں اُسکو یاد کر کے گھر والوں سے ضرور

ف۱ یہ حقوق سب مسلمانوں کے ذمہ واجب ہیں گو کسی سے بیعت بھی نہو ۱۲ ف۲ البتہ عورتوں کیلئے گیارہواں حصہ نہیں ہو ۱۲ ف۳ مگر عورتوں کیلئے جماعت نہیں ہے ۱۲

کہدیا کریں۔

اور یہ کام چھوڑنا پڑینگے۔ داڑھی منڈوانا۔ داڑھی کٹانا جبکہ چار اُنگل سے زائد نہو۔ داڑھی چڑھانا۔ سر میں چاند کھلوانا۔ کھُڈی رکھانا۔ یا آگے تے منڈوانا۔ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا یا لنگی باندھنا یا کرتہ چوغہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا یا عمامہ کا شملہ آدھی کمر سے نیچے چھوڑنا یا کسم و زعفران کا رنگا ہوا یا ناپاک رنگ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا یا ریشمی یا زری کا لباس چار اُنگل سے زیادہ پہننا یا لڑکوں کو پہنانا۔ یا کفار کا سا لباس پہننا یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یا زائد یا سونے کی انگوٹھی پہننا۔ یا عورتوں کو کھڑا جوتا یا مردانہ لباس پہننا یا باجہ دار زیور پہننا یا ایسا کپڑا باریک یا چھوٹا پہننا جس میں بدن کھلا رہے کسی عورت یا امرد کو بُری نگاہ سے دیکھنا یا عورتوں لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا مکان میں رہنا یا بدون سخت مجبوری کے سامنے آجانا اگرچہ وہ پیر ہی ہو یا رشتہ دار ہوں اور جہاں سخت مجبوری ہو وہاں سر اور بازو اور کلائی اور پنڈلی اور گلا کھولنا نامحرم مرد کے سامنے حرام ہے منہ کے سامنے بھی گھونگھٹ رہنا بہتر ہے اور عمدہ پوشاک اور زیور سے تو سامنے آنا بالکل ہی بُرا ہے۔ اسیطرح نامحرم مرد و عورت کا باہم ہنسنا بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہیئے ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں جمع ہونا یا برات میں جانا البتہ عین نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کا جمع کر لینا مضائقہ نہیں یا کوئی کام فخر و نمود کا کرنا جیسے آجکل رسم و رسوم کا کھانا کھلانا لینا دینا ہوتا ہے اسی میں نوتہ بھی آگیا اسکو بھی چھوڑنا چاہیئے اسی طرح فضول خرچی کرنا یا کپڑے میں بہت تکلف کرنا کہ یہ بھی فخر نمود میں داخل ہے۔ مردہ پر چلاّ کر رونا۔ اُس کا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کرنا۔ دور دور سے عرصہ عرصہ تک میت کے پیچھے آنا۔ بدون شرع کے موافق تقسیم کئے ہوئے مردہ کے کپڑے خیرات کر دینا۔ لڑکیوں کا حصہ نہ دینا۔ اہل حکومت و ریاست کو غربا پر ظلم کرنا۔ جھوٹی نالش کرنا۔ موروثی کا دعوی کرنا۔ رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا تصویر

بنانا یا رکھنا یا براہ شوق کُتے پالنا۔ یا کنکوے و آتش بازی یا کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شغل کرنا یا بچوں کو اجازت اور پیسہ دینا گانا سننا باجے سے یا بے باجہ اسی میں گراموفون بھی داخل ہے۔ عرسوں میں جانا۔ بزرگوں کی منت ماننا۔ فاتحہ نیاز گیارہویں وغیرہ متعارف طور پر کرنا رواج کے موافق مولد شریف کرنا۔ تبرکات کی زیارت کیلئے عرس کا سا انتظام کرنا یا اُس وقت مردوں عورتوں کا خلط یا سامنا ہو جانا۔ شب برات کا حلوا پکانا یا محرم کو تہوار منانا یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی ضرور کرکے بانٹنا یا ٹونے ٹوٹکے کرنا یا سیتلا وغیرہ کو ماننا یا فال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا آسیب سے کوئی بات پوچھنا۔ غیبت کرنا چغلی کھانا۔ جھوٹ بولنا تجارت میں دغا کرنا۔ بلا اضطرار ناجائز نوکری کرنا یا جائز نوکری میں کام خراب کرنا۔ عورت کا خاوند کے سامنے زباندرازی کرنا یا اُس کا مال بلا اجازت خرچ کرنا یا بلا اجازت کہیں جانا اور حافظوں کا مردوں پر قرآن پڑھکر یا تراویح میں قرآن سُنا کر کچھ لینا یا مولویوں کو وعظ پر یا مسئلہ بتلانے پر اُجرت لینا یا بحث و مباحثہ میں پڑنا یا درویش وضع لوگوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا یا تعویذ گنڈوں کا مشغلہ رکھنا یہ ہے فہرست مختصر کرنے نہ کرنے کے کاموں کی اور تفصیل احقر کے رسالوں میں بقدر ضرورت ملیگی۔ فقط

فائدہ از ضیاء القلوب مصنفہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ

ونیز سالک را باید کہ بر اوامر شریعت استحکام دارد و از ممنوعات او بہ پرہیزد و تقوی پرہیزگاری را شعار خود سازد و در ہر حال اعمال سنت را نگاہدارد و از منہیات و مشتبہات احتراز نماید و اگر گناہے بظہور آمدہ باشد زود توبہ کند و باستغفار و اعمال نیک تدارک آں نماید و بوقت دیگر ندارد و نماز پنجگانہ را با جماعت در مسجد ادا نماید و اوقات خود را بعد ادائے فرائض و واجبات و سنن در شغل باطن گذارد و بر زیادتی نوافل و اوراد نہ پردازد بلکہ مشغولی باطن را فرض دائمی داند و گاہے غافل نشود چوں ذوق و لذت بداں یابد شکر الٰہی بجا آورد و اندک را بسیار شمارد و ہر عمل را برائے رضاء خدا تعالےٰ کند و از کشف و کرامات لذت نہ گیرد بلکہ بیزار باشد و در حالت بسط شاکر باشد و حدود شرعیہ دراں حال نگاہدارد و چوں قبض شود

دل تنگ و مایوس نگردد و درکار باشد و در جمیع عبادات خود را متہم داشته در اداء آن خود را
مقصر داند و احوال باطن را با جاہل ظاہر نکند و سخن تصوف برملا نگوید و با غیر محرم ہم نگوید
و با محرم در گوشه گوید و اوقات خود را ضبط دارد و از تلون طبع دور باشد و از دنیا و
فیہا من کل الوجوه بدل تارک باشد و الا اذکار اشغال ہزار ساله بکار نیاید دل آئینه است
از تابش غیر الله نگاه دارد و از طلب جاه و مرتبه که گمراہی است پناه جوید و وقت را غنیمت
شمارد و از غفلت بر باد ندہد که فائت را قضا نشود و در راه قدم مردانه نہد و غم شادی این و
آن را یکسو نہد که این حجاب است و از صحبت ناجنس خلاف شرع و منکر فقراء و مبتدعه
بگریزد و از درویش خلاف شرع که موافق سنت رسول الله صلی الله علیه وسلم نباشد دور ماند اگرچه
از و کرامات و خرق عادات بظہور آید و بآسمان پرد و از مردمان بقدر ضرورت اختلاط
کند و ہر نیک و بد بکشاده پیشانی پیش آید و بمردمان بعجز و انکسار معامله کند و نیستی و پستی را شعار
خود سازد و اعتراض بر کسے نکند و سخن ملایم و نرم گوید و سکوت و خلوت را دوست دارد و
بخاطر جمع در کار خود سرگرم باشد و تشویش را بدل راہ ندہد و ہمه امور که پیش آیند از حق داند
و مدام پاسبان دل باشد تا خطرهٔ غیر نیاید و نفع رسانی را در امور دینی بر خود لازم داند و در ہر
کار اول نیت خالص کند بعد ازاں بعمل آرد و در خورد و نوش از اعتدال نه رود نه چنداں
زیاده که کسل آرد و نه آن قدر کم که بسبب ضعف از عبادت باز ماند. علیٰ ہذا القیاس در ہر امر از
افراط و تفریط پرہیزد و اگر نفس را لقمهٔ چرب دہی از و کارے ہم گیری و بہتر است که قوت
از کسب سازد و اگر توکل کند ہم زیبا است و لائق باشد بشرطیکه از کسے طمع نه دارد و دل را
از تعلق غیر الله پاک دارد و از ہیچکس اُمید و ترس بجز حق تعالےٰ ندارد و بماسویٰ انس نگیرد
و در طلب حق بے آرام و بے راحت و مضطر ماند و ہر جا که باشد با خدا باشد و بر بیش و کم نعمت
الٰہی شکر نماید و از فقر و فاقه تنگدستی و قلت معیشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود داند و
شکر بجا آرد که این منصب انبیاء و اولیاء است که مرا عنایت فرموده اند و با متعلقان خود برخوی
و تلطف و مہربانی معامله کند و از نافرمانی شان درگذرد و عذر آنہا بپذیرد و از غیبت مردمان
اجتناب نماید و عیب مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و ہمه مسلمانان را از خود افضل داند

وباکس بحث و جدال نکند اگرچہ حق بجانب او باشد و مہمان نوازی و مسافرپروری را پیشہ خود سازد و بصحبت غربا و مساکین راغب باشد و در خدمت علماء و صلحاء عزت و حرمت خود داند و آنچہ میسر آید بمصرفش صرف نماید تا زیان نرساند و تعلق دل بہیچ چیز ندارد وجود و عدم را برابر اند و لباس فقرا را دوست دارد و ہر قدر کہ طعام و لباس میسر آید قانع بر آں باشد و ایثار پیشۂ خود سازد و گرسنگی و تشنگی را کہ طعام اللہ است محبوب دارد و کم خندد و بسیار گرید و از عذاب الٰہی و بے نیازی او ترساں و لرزاں باشد و موت را کہ بیخ کن ماسوا است ہر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ کہ جائے فراق است پناہ جوید و بہشت را کہ مقام وصال است بطلبد و محاسبہ را برخود لازم گیرد و محاسبہ روز بعد مغرب و محاسبہ شب بعد صبح کند و محاسبہ آں را گویند کہ حساب کند کہ در شب و روز از من چند نیکی و چند بدی بظہور آمدہ بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبہ و استغفار کند و صدق مقال و اکل حلال را شعار خود سازد و در مجلس ہزل و لہو وغیرہ وغیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جہل بپرہیزد و دوستی و دشمنی و خشم و خوشنودی برائے خدا بود و کوتاہ دست و کوتاہ طمع باشد شرمگین و کم گو و کم رنج و صلاح جو و بسیار طاعت و نیکوکار و نیکو رفتار و باوقار و بردبار باشد و بس ایں است نشان نکوخوئی و اوصاف پسندیدہ و نیز ہر کہ ایں حاصل نماید باید کہ غرہ نشود و بر خود گمان نیکو نبرد فقط و نیز از زیارت مزارات اولیاء و مشائخ مشرف بودہ باشد و بوقت فراغ خاطر بر مزار آنہا نشستہ بجانب روحانیت اوشاں توجہ نماید و حقیقت آں را بصورت مرشد خود تصور نمودہ فیضیاب شود و برکت گیرد و گاہ گاہ بر مزارات عوام اہل اسلام رفتہ موت خود را یاد کند و از فاتحہ اوشاں را ثواب رساند و ادب حکم مرشد خود را بجائے ادب و حکم خدائے تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داند کہ نائب اوشاں است۔

رسالہ الیم فی السم ۱۲۸۲ھ در طریق سلوک

الیم فی السم ۱۲۸۲ھ الہجر فی الشقب ۱۲

یہ ایک خط کا جواب ہے جس میں ایسا وظیفہ یا طریقہ پوچھا گیا تھا جس سے طاعات میں ترقی اور معاصی سے اجتناب میسر ہو اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا طاعت اور معصیت

دونوں امر اختیاری ہیں جنمیں وظیفہ کو کچھ دخل نہیں رہا طریقہ سو طریقہ امور اختیاریہ کا بجز استعمال اختیار کے اور کچھ بھی نہیں ہاں سہولت اختیار کیلئے ضرورت ہے مجاہدہ کی جس کی حقیقت ہے مخالفت (یعنی مقاومت) نفس اس کو ہمیشہ عمل میں لانے سے بتدریج سہولت حاصل ہوجاتی ہے میں نے تمام فن لکھدیا۔

نوٹ آگے شیخ کے دو کام رہجاتے ہیں ایک بعض امراض نفسانیہ کی تشخیص دوسرے بعض طرق مجاہدہ کی تجویز جو کہ ان امراض کا علاج ہے۔

المجزء الکمیم ۱۲

رسالۃ الظلم فی السم در ماہیت اصلاح

بالکسر

(جو ایک صاحب کو بطور خط لکھا گیا تھا) غیر اختیاری کے درپے نہ ہونا اختیاری میں ہمت کرنا اس میں جو کوتاہی ہوجاوے اُس پر استغفار اور اوس کا تدارک اور توفیق کی دعا کرنا یہی اصلاح ہے فقط۔

بعضے آداب شیخ از رسالہ آداب الشیخ والمرید

شرط (۱) شیخ کے لیے یہ شرط ہے کہ مرید کو آزاد نہ چھوڑے کہ جہاں چاہے جائے بلکہ جب گھر سے نکلے تو اجازت لیکر نکلے اور جس کام کے لئے جائے شیخ کی اجازت سے جائے۔

شرط (۲) شیخ کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کو ہر لغزش پر جو اُس سے صادر ہو تنبیہ و زجر و توبیخ کرے اور اس میں عفو و مصالحت کو راہ نہ دے اور اگر عفو[عہ] سے کام لیا تو اُس نے مقام (شیخوخت) کا حق ادا نہ کیا جس پر وہ قائم ہے بلکہ وہ ایک بادشاہ ہے جو اپنی رعیت سے خیانت کرتا ہے اور اپنے رب کی حرمت و عظمت پر قائم نہیں۔

عہ عفو سے مراد عدم ہوا خذہ ہے ۱۲

شرط (۳) منجملہ شرائط شیخ کے ایک یہ بھی ہے کہ مرید سے عہد لے کہ وہ شیخ سے کوئی خطرہ قلبی یا حال باطنی پوشیدہ نہ رکھے گا اور جیسا کہ طبیب جڑی بوٹیوں کی صورت و خواص سے واقف ہو اور ترکیب ادویہ کو نہ جانتا ہو تو وہ مریض کیلئے مہلک ہے اس لئے خواص کا علم بغیر صورت پہچاننے کے کافی نہیں دیکھئے اگر کوئی دوا فروش (عطار) مریض کا دشمن ہو

اور اُس کو ہلاک کرنا چاہتا ہو طبیب اُس کیلئے حسب تجویز دوا طلب کرے مگر وہ دوا کی صورت وحقیقت کو پہچانتا نہیں اگر اس وقت عطار اُس کو کوئی ایسی چیز دیدے جس سے مریض ہلاک ہوجائے اور طبیب بوجہ ناواقفیت کے وہی دوا مریض کو پلا دے اور مریض ہلاک ہوجاوے تو اُس کا گناہ عطار اور طبیب دونوں کی گردن پر ہوگا کیونکہ طبیب کا فرض تھا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہ پلائے جس کی حقیقت وصورت کو نہ جانتا ہو ایسے ہی شیخ جبکہ صاحب ذوق نہو اور طریق کو محض کتب تصوف دیکھکر یا لوگوں سے سُن سناکر حاصل کیا اور وجاہت وریاست کیلئے مریدوں کی اصلاح وتربیت کرنے بیٹھ گیا تو وہ مرید کیلئے مہلک ہے اس لئے کہ وہ طالب سالک کے مصدر ومورد اور تغیر حالات کو نہیں سمجھتا اس لئے ضروری ہے کہ شیخ کو انبیاء علیہم السلام کا دین اور اطباء کی تدبیر اور بادشاہوں کی سیاست حاصل ہو اُس وقت اُس کو اُستاد کہا جاسکتا ہے اور شیخ پر واجب ہے کہ کسی مرید کو بغیر امتحان وآزمائش کے قبول نہ کرے

شرط (۴) اور شیخ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کے سانس اور حرکت کا محاسبہ کرے اور جتنا اُس کو مطیع ومتبع دیکھے اس پر اس معاملہ میں تنگی کرے کیونکہ یہ راستہ ہی شدت کا ہے اس میں نرمی کو دخل نہیں کیونکہ رخصتیں تو عوام کیلئے ہیں اس لئے کہ وہ تو صرف اس پر قناعت کرتے ہیں کہ ان پر اسلام وایمان کا نام آجائے اور صرف ان چیزوں کو ادا کرتے رہیں جو اللہ تعالےٰ نے انپر فرض کی ہیں اور جو شخص اعلیٰ درجہ کو اور عوام کے مرتبہ سے زیادتی کو طلب کرتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ اسکے حاصل کرنے میں سختیاں برداشت کرے

شرط (۵) اور شیخ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مشیخت (پیری) کی جگہ پر اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اُس کو کوئی شیخ (پیر) اس جگہ پر نہ خود بٹھائے یا حق تبارک تعالیٰ خود اُس پر الہام فرمادیں اور اُس کے ساتھ حق تعالیٰ کا یہی معاملہ ہو کہ بلاواسطہ شیخ تربیت کیجاتی ہو

شرط (۶) منجملہ شرائط شیخ ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کلام کرے اور اُسکے مقابلہ میں کوئی جھگڑا کرنیوالا کھڑا ہوجائے تو اپنے کلام کو قطع کرے اور جب تم کسی شیخ کو دیکھو کہ وہ مرید کو آزاد چھوڑے ہوئے ہو اور مرید اُسکے مقابلہ (یعنی مخاطبہ) میں ادلہ شرعیہ یا عقلیہ سے استدلال کرتا ہے اور شیخ اُس کو زجر وتوبیخ نہیں کرتا تو سمجھ لو کہ وہ تربیت میں خیانت

کرہاہے اور شیخ کیلئے اولیٰ یہ ہے کہ جب وہ کسی مرید کو دیکھے کہ وہ نظریات میں اپنی عقل کا استعمال کرتا ہے اور شیخ نے جو کچھ اُس کو بتلایا ہے اس میں شیخ کی رائے کی طرف رجوع نہیں کرتا تو چاہئے کہ اُس کو اپنی مجلس یا خانقاہ سے نکال دے اس لئے کہ وہ دوسرے مریدوں کو بھی خراب کردیگا اور خود کوئی فلاح نہ پائیگا اس لئے کہ مریدین تو عرائس اللہ ہیں یعنی دلہنوں اور حوروں کی طرح اپنے خیموں میں مقصور ہیں ہر منظر و مجلس سے اپنی نظر بچانیوالے ہیں سوا اس منظر کے جس کی طرف انکا شیخ اُن کو لیجا رہا ہے اور شیخ کے ذمہ واجب ہے کہ جب یہ سمجھے کہ کسی مرید کے قلب میں سے اس کی حُرمت اور بڑائی نکل گئی تو اُس کو اپنی سیاست کے ذریعہ اپنے گھر سے نکالدے کیونکہ وہ سب سے بڑا دشمن ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے ؎

احذر عدوك مرة	واحذر صديقك الف مرة
اپنے دشمن سے ایک مرتبہ ڈر	تو دوست سے ہزار مرتبہ ڈرو۔

اس لئے بسا اوقات دوست منقلب ہو کر دشمن بنجاتا ہے تو وہ نقصان پہنچانیکے راستہ زیادہ جانتا ہے اور ایسے شخص کیلئے ظواہر شریعت اور عام طریق عبادت کا اشتغال واجب ہے اور ایسے مرید کے درمیان اور اپنے تمام متعلقین اولاد و اعزہ کے درمیان دروازہ آمد و رفت و میل ملاقات بند رکھے کیونکہ مرید کیلئے کوئی چیز اُس شخص کی صحبت سے زیادہ مضر نہیں جو اس طریق کا قائل یا پابند نہو (جیسا کہ یہ بدر گردہ مرید ہو گیا)۔

شرط (۷) اور شیخ کے آداب لازمہ میں سے یہ بھی ہے کہ جب مرید اُس سے کوئی اپنا خواب بیان کرے یا کوئی کشف و مشاہدہ جو پیش آیا ہو ظاہر کرے تو اُس کی حقیقت پر اُسکے سامنے ہرگز ظاہر نکرے لیکن اُس کو ایسے اعمال بتلادے جس سے اُس کی مضرت و حجاب دفع ہو جاوے (یہ اُس وقت ہے جبکہ خواب و کشف کسی امر مضر کے متعلق ہو) یا اُس کو اُس سے اعلیٰ حال کی طرف متوجہ کردے (اور یہ اُس وقت ہے جبکہ خواب اور کشف سے کوئی امر مفید ثابت ہو) اور غرض اس کی یہ ہے کہ مرید کو اپنے اس حال سے بڑائی پیدا نہو جائے (نیز تاکہ تفتیش کیفیات کی اُس کو عادت نہو جائے جو کہ مضر طریق ہے) اور جب شیخ مرید کے خواب یا کشف وغیرہ (کی حقیقت) پر کلام کرے تو اُس کے حق میں بُرائی کرے گا کیونکہ مرید کے

قلب سے اوسی قدر شیخ کی حرمت کم ہو جائیگی جس قدر اُس سے کلام میں بے تکلفی کرے گا اور جس قدر حرمت کم ہوگی اسی قدر اس کے اتباع سے انکار پیدا ہو گا اور جب اتباع اور اخذ تربیت سے انکار پیدا ہو گا تو عمل ہی جاتا رہے گا اور جب عمل نہ رہے گا (حق تعالےٰ اور اُس کے درمیان) حجاب حائل ہو کر مردود ہو جائے گا اور طریق سے نکل جاے گا۔ پھر اس کی مثال کتے کی سی ہو جائیگی ہم اللہ تعالےٰ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے اس سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ اللہم آمین۔

شرط (۸) اور شیخ کی شرائط و آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کو کسی کے پاس نہ بیٹھنے دے سوائے اُن برادران طریقت کے جو اُسکے ساتھ اس کام میں اسی شیخ کے زیر حکم جمع ہیں (اور اُس کو ہدایت کرے کہ نہ وہ کسی سے ملنے جائے اور نہ اُس کے پاس کوئی ملنے کے لئے آئے اور کسی سے اچھا یا بُرا کلام نہ کرے اور جو کچھ اُس کو حال پیش آئے یا کرامت ظاہر ہو تو اپنے برادران طریقت میں بھی کسی سے بیان نہ کرے اور اگر شیخ مرید کو ان افعال میں سے کسی فعل کے کرنے پر آزاد چھوڑ دے تو اُس کے حق میں بُرائی کرتا ہے۔

شرط (۹) شیخ کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ہر مرید کے لئے ایک گوشۂ تنہائی مقرر کر دے جو اُس کے لئے مخصوص ہو دوسرا کوئی اُس میں نہ جا سکے اور شیخ کو چاہئے کہ مریدین کو آپس میں بھی اپنی مجلس کے علاوہ جمع نہ ہونے دے اور جو شیخ اس میں مسامحت کرے وہ مریدین کے حق میں بُرا کرتا ہے۔

بعضے آداب از آداب المعاشرۃ

ادب (۱) جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اسکی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے بلکہ اُس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب (۲) بعضے آدمی صاف بات نہیں کہتے تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب

سمجھتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے بات بہت واضح کہنا چاہیے۔

ادب (۳) بعضے آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں اس سے دل الجھتا ہے۔

ادب (۴) بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا۔ سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہیے کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ادب (۵) مشغول آدمی کے پاس بیٹھکر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

ادب (۶) کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہو مت دیکھو نہ حاضرانہ جیسے بعضے آدمی لکھتے میں دیکھتے جاتے ہیں اور نہ غائبانہ۔

ادب (۷) ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے اسمیں مہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔

ادب (۸) خوانخواہ پیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقع پر اکثر با وجود ضرورت اُٹھنے سے مانع ہوتا ہے نہیں چاہیئے۔

ادب (۹) وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھکر انتظار کرنا قلب کو متعلق کرکے وظیفہ کو مختل کرتا ہے البتہ اپنی جگہ بیٹھا رہے تو کچھ حرج نہیں۔

ادب (۱۰) بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہدے تکلف کی تمہید وغیرہ نہ کرے۔

ادب (۱۱) کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اُس کو انجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہیئے تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہو۔

ادب (۱۲) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اُس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

ادب (۱۳) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سنکر ہاں یا نہیں ضرور

زبان سے کچھ کہدیا کرو کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کردوگے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

ادب (۱۴) کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو بعضی دفعہ چیز ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کرسکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب (۱۵) جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں تھکیر تھوکو مت۔ ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جاکر فراغت کر آؤ۔

ادب (۱۶) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے

ادب (۱۷) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے ناحق دل ٹوٹے گا۔ بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالے سب دکھ جاتا رہے گا۔

ادب (۱۸) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔

ادب (۱۹) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا ہونے نہ دو اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو۔

ادب (۲۰) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

ادب (۲۱) مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سالن روٹی دسترخوان میں ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہوگیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

ادب (۲۲) راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو۔

ادب (۲۳) بچوں کو ہنسی میں اچھالو مت اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ شاید گر پڑیں۔

ادب (۲۴) پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے

ادب (۲۵) گٹھلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔

ادب (۲۶) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لیگا۔

ادب (۲۷) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اسکے گھر کا حال مت پوچھو

ادب (۲۸) کسی کے غم یا پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق کے کسی سے نہ کہو خصوصاً اُس کے عزیزوں سے۔

ادب (۲۹) دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانیوالے کے سامنے سے مت اُٹھاؤ دوسرے برتن میں لے آؤ۔

ادب (۳۰) لڑکوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کہو۔

ادب (۳۱) جس شخص کی نسبت تمکو قرائن سے متیقن یا مظنون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالیگا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں۔

ادب (۳۲) اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہونا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو جاوے تو دوسرے وقت اس کا دل خوش کر دو اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہے تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو عار مت کرو قیامت میں وہ اور تم برابر ہو گے۔

تمت

رسالہ ہذا نیز دیگر تالیفات حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا مولوی قاری حاجی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہٗ۔

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے طلب فرماویں۔